پردہ .... محمد رمضان یوسف سلفی

مغربی دانشوروں نے "آزادی نسواں" کا جھانسہ دے کر جس طرح عورت کی عفت و عصمت اور عزت و آبرو کو تار تار اور پامال کیا ہے اس کا مشاہدہ وہاں کے معاشرے میں عورت کی زبوں حالی سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ جہاں اسے نفسانی خواہش کی تکمیل و تسکین کیلئے "ٹشو پیپر" کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ بظاہر مغربی معاشرے میں عورت مکمل "آزاد" ہے لیکن اس آزادی میں عورت کی ذلت و رسوائی کی داستان پنہاں ہے۔ جب کہ اسلام نے روزاول سے عورت کے مقام و مرتبے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کے حقوق و آبرو کی پاسبانی اور تحفظ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے میں عورت کو غیر معمولی مقام رفعت حاصل ہے اور اسے حد درجہ عزت و وقار سے دیکھا جاتا ہے۔ عورت کے بلند مقام اور تکریم کے لئے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ:

فان الجنة تحت رجلها

ترجمہ:۔ جنت اس (ماں) کے پاؤں تلے ہے۔ (احمد' نسائی)

لیکن اس قدر و منزلت کے باوجود مسلم معاشرے کی دختر جدید مغربی معاشرے' تہذیب و تمدن اور اس کی ثقافت کو زندگی کا "آب حیات" اور لاینفک حصہ سمجھ رہی ہے۔ سید ابو بکر غزنویؒ کے الفاظ میں:

> یہ کیسا احساس کمتری ہے' یہ کیسی رلا دینے والی بدبختی ہے' یہ کیسا ہنگامہ زبونی ہمت ہے کہ تمہارے اپنے گھر میں ثقافت و تہذیب کے یہ لعل و جواہر ہیں اور تم غیروں کے خذف ریزوں پر للچائی ہوئی نظر ڈالتے ہو۔

یہ بات کس قدر حقائق پر مبنی ہے کہ آج ہم نے اپنی تہذیب و ثقافت کے انمول جواہر چھوڑ کر اغیار کے "خذف ریزوں" کو اپنے لئے متاع جہاں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ہمارے دین اور ایمان کیلئے یہ چیز زہر ہلاہل سے کچھ کم نہیں ہے۔ مغربی تہذیب کی جن روایات کو ہم نے اپنایا ہے اس میں ایک بے پردگی کا موذی مرض بھی ہے۔ جو اپنے تباہ کن اور مضر اثرات کے سبب ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ آج چند دختران اسلام پردے کے احکامات پر سختی سے کاربند ہیں تو بعض لبرل خواتین پردہ کرنے کے باوجود بے پردہ نظر آتی ہیں۔ ایسے میں ہمیں مسعود کا یہ شعر یاد آجاتا ہے کہ:

ہے گردش دوراں کہ زمانے کی ترقی
میں پردہ نسواں میں حیا ڈھونڈ رہا ہوں

حامیان بے حجاب عرصہ سے بے حیائی پھیلانے میں بر سرپیکار ہیں۔ جن دنوں شاہ جرمن "گلیوم" نے ترکیہ کا دورہ کیا تو انجمن اتحاد و ترقی کے ممبران نے بادشاہ کے سامنے اپنی بعض تہذیبی جھلکیاں پیش کرنی چاہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسکول کی بے پردہ لڑکیوں کو بادشاہ کے استقبال کے لئے اس طرح پیش کیا کہ لڑکیاں پھولوں کے گلدستے بادشاہ کو پیش کر رہی تھیں۔ بادشاہ نے جو یہ منظر دیکھا تو اسے بڑا اچنبھا ہوا۔ اس نے انجمن کے ذمہ داران سے کہا۔ میری آرزو یہ تھی کہ میں ترکیا میں جاہ حشمت اور پردہ داری کے مناظر دیکھوں کیونکہ تمہارے مذہب اسلام کا یہی حکم ہے لیکن افسوس..... میں یہاں اسی بے پردگی کو اپنے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں، جس سے یورپ میں ہمیں بڑی شکائتیں ہیں اور جس کی بدولت وہاں ہمارے خاندان اجڑ رہے ہیں وطن کی مٹی پلید ہو رہی ہے اور بچے دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ (تحفہ العروس ص ۵۵۸)

افسوس کہ یورپ کو "جس چیز سے بڑی شکائتیں" ہیں ہم اسے اپنانے میں مصر اور مسرور ہیں۔ اس وقت بہت سے خبائث و بے حیائی اور فسادات کی بنیاد

عورت کی بے پردگی ہے۔ اگر عورت بے پردگی سے اجتناب کرتے ہوئے "شمع محفل" بننے کی بجائے "چراغ خانہ" بن کر رہے تو کچھ شک نہیں کہ بہت سے افعال خبیثہ کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن "دختر جدید" ایسا کرنے سے انکاری ہے۔ کیونکہ مغربی تہذیب کی "رنگین" چمک دمک نے اس کی آنکھیں چکا چوند کر دی ہیں۔ حالانکہ جس تہذیب کی تقلید میں یہ آزادی نسواں کا نعرہ بلند کرتے ہیں اس مغربی تہذیب کے پرخار اور تنگ و تاریک جنگل میں خونخوار درندے اور بھیڑیے ہر وقت عورت کی عصمت و عزت کا شکار کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ چنانچہ ان "درندوں" سے تنگ آکر مغربی خواتین مشرقی تہذیب و تمدن پر رشک کرتی ہیں۔

ایک مغربی طالبہ نے اس حقیقت کو اکتوبر ۱۹۹۱ء میں لندن یونیورسٹی میں بیان کیا۔ اور ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو پاکستان ٹائمز میں اس کے وہ الفاظ شائع ہوئے۔ ۱۸ سالہ ربیکا کہتی ہے کہ ...... "مغربی تہذیب کا ماحول اسقدر گندا ہے کہ مجھے مشرق کی تہذیب پر رشک آتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مشرقی لڑکیاں بھی ہمارے ماحول کی رنگینیوں کے جادو کا شکار ہو کر خود کو تباہی کے غار میں دھکیل رہی ہیں جو یقیناً خطرناک ہے اس حقیقت کے باوجود کہ اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر "مقام رفعت" پر متمکن کیا۔ آج وہ کسی نہ کسی کمپنی کا مونوگرام بن کر اپنے تقدس کو پامال کر رہی ہیں اور زیب و زینت سے آراستہ و مزین ہو کر کھلے بندو سربازار گشت کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ' باک اور شرم محسوس نہیں کرتی اور مزید ظلم کی انتہا یہ کہ "حامیان بے حجاب" یعنی اپنی خواتین کو بنا سنوار کر اور میک اپ سے پوری طرح سجا کر "شو پیس" کی طرح لوگوں کے سامنے لانے میں ذرا عار نہیں سمجھتے۔ حالانکہ انہیں سمجھنا چاہئے تھا کہ ؎

تیری زندگی اسی سے تیری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی' نہ رہی تو روسیاہی

یہ سوچ تو کسی غیور انسان کو ہی آئے گی' بے حمیت کو اس سے کیا سروکار۔ اکبر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ ۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

عورت قدرت الٰہی کا بے مثال حسین شاہکار ہے۔ اس سے سراپائے حسن و جمال کی خوبصورتی' حرکات و سکنات' گفتار و آواز اور دلکشی مرد کو اپنی طرف مائل کئے بغیر نہیں رہتی۔ اس کے ناز و انداز اور ادائیں بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں کے جذبات برانگیختہ کرکے انہیں فتنے میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

لہٰذا عورت کو چاہئے کہ وہ "عورت" بن کر ہی رہے اور خود کو "مستور" رکھے کیونکہ ۔

پھولوں کی انجمن سے ستاروں کی بزم تک
موضوع گفتگو ہے تیری دل کشی کی بات

عورت کے پس پردہ رہنے میں ہی بہتری اور بھلائی ہے۔ اگر یہ بے پردہ باہر نکلے گی تو لوگوں کی "ستم ظریفی" کا باعث بنے گی اور پھر شائد کوئی یہ کہنے سے بھی گریز نہ کرے کہ ۔

انگلیاں سرو اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
شوق سے گل کھلے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ خرابی تھی جسے دیکھ کر آقائے کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ :

المراۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا الشیطان۔

ترجمہ :۔ عورت تو چھپانے کی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے

دوسروں کی نظر میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ (رواہ ترمذی)

اور جو عورتیں اپنی زینت دوسروں کو دکھاتی ہیں انہیں نبی ﷺ کا یہ فرمان ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے کہ .... اپنی زینت کو غیر جگہ ظاہر کرنے والی عورت کی مثال قیامت کے اس اندھیرے جیسی ہے جس میں روشنی نہ ہو۔

(ترمذی' ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۰۴)

لہذا اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنے والی "سیار" خواتین سے ہماری مودبانہ گزارش ہے کہ اپنے اس تمام "اسلحہ" کو اپنے خاوند پر ہی استعمال کریں کیونکہ یہ اس کا ہی حق ہے اور اس حق میں خیانت کر کے گنہگار نہ ہوں۔ اسلام نے عورتوں کو پردے کا حکم دے کر ان کی عفت و عصمت کا تحفظ کیا ہے۔ تاکہ بے پردگی سے پیدا ہونے والے برے نتائج سے بچا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے کہ :

و قل للمومنت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن و لا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا و لیضربن بخمرھن علی جیوبھن... الخ

ترجمہ :۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ (النور آیت ۳)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہؓ آنحضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھی' اسی وقت ابن ام مکتومؓ پہنچ گئے۔ آپؐ نے فرمایا ان سے پردہ کر لو! میں نے کہا یہ نابینا نہیں ہیں ؟ یہ تو ہمیں دیکھ بھی نہیں سکتے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو' کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (ترمذی بحوالہ ابو داؤد جلد ۳ ص ۲۸۳)

ابن ام مکتومؓ ایک برگزیدہ صحابی ہیں پھر یہ کہ وہ نابینا ہونے کے باوجود

ازواج مطہرات جیسی پاک باز خواتین کو ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آجکل جو عورتیں غلط عقیدت اور توہم پرستی میں مبتلا ہو کر نا محرم مردوں کے سامنے بے پردہ آ جاتی ہیں وہ اسلام کی روح سے کس قدر بیگانہ ہیں اور جہاں تک بات زینت چھپانے کی تو عورت کو چاہئے کہ دوپٹہ یا چادر اس طرح سے اوڑھیں کہ مردوں کی نظر کو آوارگی کا موقع نہ ملے' یہی زینت کو ظاہر کرنے کا اکمل طریقہ ہے۔

چہرے کا پردہ

زینت کی دو اقسام ہیں۔ ایک فطری جیسے چہرہ وغیرہ۔ اس میں مقناطیسی کشش اور جاذبیت مضمر ہے اور دوسرے تصنعی جیسے زیورات' لباس' مہندی' سرمہ اور بالوں کی آرائش وغیرہ جن خواتین کو زیب و زینت کا زیادہ شوق ہوتا ہے تو وہ اپنے حسن و جمال کی نمائش کھلے بندوں کرنے کو باعث فخر سمجھتی ہیں۔ پھر جب یہ بن سنور کر زرق برق لباس میں ملبوس' چہرے کو میک اپ سے مزین کئے۔ لبوں پر تبسم بکھیرے' آزاد رخ زیبا کے ساتھ سربازار نکلتی ہیں تو نوجوانوں کے "سفلی جذبات" بھڑک اٹھتے ہیں اور ان کے اندر ہیجان آجاتا ہے اور پھر یہ بے پردہ خواتین عام طور پر ان کی "دست درازی" کا شکار ہوتی ہیں۔ لہٰذا معاشرے میں پیدا اس "فتنہ سامانی" کو ختم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ عورتیں غیر محرم مردوں سے اپنے "پیکر حسیں" اور "رخ زیبا" کو زیر پردہ رکھیں۔ جیسا کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ :

یایھا النبی قل لازواجک و بنتک و نساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین و کان اللہ غفورا رحیما۔

(سورة احزاب ۵۹)

ترجمہ :۔ اے ہمارے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادروں کے گھونگھٹ کر لیا کریں' جس

سے پہچان لی جائیں اور اور انہیں ستایا نہ جائے' اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت مبارکہ سے عورت کے چہرہ چھپانے کا حکم واضح ثابت ہو رہا ہے اب چہرے کو چادر کے گھونگھٹ سے چھپایا جائے یا برقعہ و نقاب سے' اصل مقصود چہرہ چھپانا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ......
اللہ تعالی مسلمان عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ کسی کام سے باہر نکلیں تو جو چادر وہ اوڑھتی ہیں اسے سر پر سے جھکا کر منہ ڈھانپ لیا کریں' صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۲۷۸)

اور محمد بن سیرینؒ کے سوال پر حضرت عبیدہ سلمانیؒ نے اپنا چہرہ اور سر ڈھانک کر اور بائیں آنکھ کھلی رکھ کر بتایا کہ یہ مطلب ہے اس آیت کا۔ (ایضاً)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یدنین علیھن من جلا بیبھن .... الخ ۔ تو انصار کی عورتیں اس طرح نکلتی تھیں جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یعنی سیاہ کپڑے سروں پر ڈالتی تھیں۔ (ابو داؤد جلد ۳ ص ۲۷۹)

اور ام سلمہؓ ہی سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں۔ جب مردوں کا قافلہ ہمارے پاس سے گزرتا تو ہم عورتیں اپنے چہروں کے اوپر کپڑے ڈال لیا کرتی تھیں۔ (دار قطنی)

اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں بے نقاب ہوتیں مگر جب مرد ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم گھونگھٹ سے اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتیں تھیں۔ جب وہ چلے جاتے تو ہم پھر اپنے چہروں کو کھول لیا کرتی تھیں۔

(ابو داؤد جلد ۲ ص ۵۰)

حضرت ام خلادؓ اپنے شہید لڑکے کی خبر دریافت کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اس حال میں کہ ان کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ایسی مصیبت میں بھی چہرے پر نقاب

ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا! مجھ پر لڑکے کی مصیبت پڑی ہے' میری شرم و حیا پر تو کوئی مصیبت نہیں پڑی۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد)

ان واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب پردہ کے احکام نازل ہوئے تو مسلمان عورتیں اس پر عمل کرتے ہوئے باپردہ رہتیں اور نقاب اوڑھ کر اپنے چہرے کو چھپایا کرتی تھی۔ اب نبی ﷺ کے دو فرامین اور ملاحظہ کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا .... محرمہ عورت احرام کی حالت میں چہرے پر نقاب اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے۔ (ابو داؤد)

اور فرمایا! عورت کا احرام اس کے چہرے اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔ (دار قطنی)

ان دونوں روایتوں سے پتہ چلا کہ حالت احرام میں عورت کا چہرہ کھلا رہنا چاہئے۔ عورت کی بے نقابی مخصوص یا احرام ہونے سے صاف واضح ہے کہ وہ غیر احرام کی حالت میں محل نقاب ضرور ہے۔ ورنہ تخصیص شرعی کا ابطال لازم آئے گا جو کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔ ہماری اس مختصر کاوش کا حاصل یہ ہے کہ عورت وقرن فی بیوتکن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے "چراغ خانہ" بن کر رہے۔ اسی میں اس کی عفت و عصمت پاکیزہ اور محفوظ رہ سکتی ہے اور اگر اسے کبھی کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر بھی جانا پڑے تو باپردہ ہو کر جائے تاکہ کسی ابلیس کو شیطنت کی ہمت نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ نگارشات سلیم قلب کی حامل دختر ملت کیلئے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔ اب اس بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ ..... اے قوم کی بیٹی!

بتولے باش و پنہاں شوا زیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

۔ فاطمہؓ جیسا اسوہ اختیار کرتے ہوئے زمانے کی نگاہوں سے چھپ جا تاکہ تیری گود سے بھی حسینؓ جیسا سورج طلوع ہو سکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین